مطبوعات

اسباب زوالِ امت از قلم علامہ امیر شکیب ارسلان۔ شائع کردہ۔ نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ قیمت مجلد عہ

علامہ موصوف عالمِ اسلام کے نامور انشا پرداز ہیں کہ جنہوں نے مغربی فکر کی یورش کے مقابلے میں اسلام کا دفاع کیا ہے اور جن کے کام سے دنیا بھر کے تعلیم یافتہ مسلمان واقف ہیں۔ مصنف کی بڑی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ ہمارے سامنے ہے۔ یہ کتاب ایک اہم سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے جو علامۂ موصوف کے سامنے ایک جاوی عالم نے سید رشید رضا مصری کی وساطت سے مکتوب کی صورت میں پیش کیا تھا۔ لیکن درحقیقت یہ سوال ایک ایسا تاریخی سوال ہے جو مغربی تسلّط کے مقابلے میں مسلمانوں کی زبوں حالی نے تمام مسلم اقوام کے اندر پیدا کر دیا تھا اور اب تک یہ بہت سے دماغوں میں کانٹا بن کے کھٹکتا ہے۔ اس سوال کا جواب علامہ ارسلان نے اپنے علم کی پوری وسعت اور قلم کے پورے زور کے ساتھ دیا تھا۔ جواب نے ایک مضبوط مقالے کی شکل اختیار کر لی اور اس میں بہت سے متعلقہ امور پر ضمناً اظہار خیال ہوتا گیا۔ یہی مفید مقالہ اصلاً عربی میں شائع ہوتا رہا اور اب اس کا ترجمہ اردو میں شائع کیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ کاغذ اس کتاب کے شایانِ شان استعمال نہیں کیا گیا۔

تفسیر ابن کثیر (اردو) شائع کردہ: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی۔

قرآن پر جو وسیع اور عظیم الشان لٹریچر ہمارے اسلاف نے چھوڑا ہے اس میں تفسیر ابن کثیر ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کو الگ الگ پاروں کی شکل میں ناشر مذکور نے پیش کرنے کا آغاز کیا ہے۔ پارۂ دوم ہمارے سامنے ہے۔ ترجمہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ صاف اور رواں ہے۔ کتابت میں پیروں کی تقسیم اور اوقاف کا جدید سسٹم اختیار نہیں کیا گیا، بلکہ قدیم انداز پر اکتفا کی گئی ہے۔ سائز مناسب اور سرورق دیدہ زیب ہے۔ افسوس ہے کہ مترجم کا نام سامنے نہیں آیا، ورنہ کسی مستند شخصیت کا ترجمہ بجائے خود

اعتماد میں اضافہ کرتا۔ قیمت درج نہیں۔

مکاتیبِ سلیمان | مرتبہ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم۔ شائع کردہ: مکتبہ چراغِ راہ، لاہور۔ قیمت مجلد سوا تین روپے

علامہ سید سلیمان ندویؒ برِ عظیم پاک و ہند کی عظیم مسلم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے علم و تحقیق کے میدان میں بہت سا کام کرنے کی توفیق دی اور آپ دار المصنفین اعظم گڈھ کے ادارہ کا دل و دماغ تھے۔ علامہ مرحوم کے ساتھ مولانا مسعود عالم ندوی کو استادی شاگردی کے تعلق کی بنا پر گہرا قریبی رابطہ تھا۔ یہ رابطہ آخر دم تک رہا اور خط و کتابت کا سلسلہ اس پر محبت کی نت نئی گرہیں ڈالتا رہا۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی وفات کے حادثہ نے تحریک کی اور مولانا مسعود عالم نے علامہ موصوف کے خطوط کا ایک مجموعہ مرتب کیا، اس کے لیے "تقریب" لکھی اور قبل اس کے کہ وہ شائع ہو، یہ "مکتوب الیہ" بھی دارِ فانی سے رخصت ہو کر "مکتوب نگار" کے ساتھ جا ملا۔ وہی مجموعہ ہے جو مکاتیبِ سلیمان کے نام سے آیا ہے۔ یہ اب دونوں بزرگوں کی مشترک یادگار ہے۔ ان خطوط کی ایک قدر و قیمت ادبی لحاظ سے ہے۔ ان کی دوسری اہمیت یہ ہے کہ یہ ایک عالم نے دوسرے عالم کو لکھے ہیں اس لیے ان میں بہت سے اہم علمی اشارات ملتے ہیں، پھر ان کے ذریعے صاحبِ مکاتیب کی سیرت کے بہت سے پہلو نمایاں ہوتے ہیں اور مکتوب الیہ کے بارے میں بھی دھندلی سی واقفیت حاصل ہوتی ہے، علاوہ بریں کچھ واقعات و احوال پر تاریخی حیثیت سے بھی روشنی پڑتی ہے۔ یہ بالکل حسبِ توقع ہے کہ جماعت اسلامی پر بھی کہیں کہیں بات چھڑی ہے، کیونکہ مولانا مسعود عالم تحریکِ اسلامی کے ایک اونچے سرگرم کارکن تھے اور علامہ سید سلیمان ندوی کو شروع شروع میں تو شدید اختلاف تھا، آخر میں جا کر اس میں کمی آ گئی۔ یہ خطوط اختلاف کے باوجود محبت رکھنے اور محبت کے باوجود اختلاف رکھنے کی ایک اچھی مثال سامنے لاتے ہیں۔

اصحابِ کہف | مترجمہ: عبید الحق صاحب: شائع کردہ: المکتبۃ العلمیہ۔ لیک روڈ، لاہور۔ قیمت ۶/

بچوں کے لیے اردو زبان میں اب تک اچھے موادِ مطالعہ کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ خصوصیت سے اسلامی فکر سے بچوں کے ذہنوں کو آراستہ کرنے کے لیے ہمارے پاس اچھی کتابوں کا بالکل قحط ہے۔ عربی زبان میں اس پہلو سے خاصا کام ہو چکا ہے۔ چنانچہ عربی ہی سے اس کتابچے کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مولانا مسعود عالم

ندوی مرحوم نے تعارفی سطور میں ترجمہ کو سلیس اور شگفتہ قرار دیا ہے۔ قرآن میں ایسی واقعاتی کہانیوں کا ذخیرہ بہت کافی ہے جو سو فیصدی سچی ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر وہ اعجوبگی رکھتی ہیں جو کہانی کی جان ہوتی ہے۔ پھر اس اعجوبگی کے ساتھ قرآن کے قصص میں ایسے اسباق پھیلے ہوئے ہیں جو فکر، جذبات اور سیرت کی آبیاری کر سکیں۔ اصحاب کہف کی کہانی بھی اپنے اندر افسانوی اعجوبگی کی کشش رکھنے کے ساتھ ساتھ اصول پسندی، حق پرستی، باطل کے مقابلے میں نڈر رہنے، حق کے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دینے کے اسباق بھی دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر اعتماد بھی پیدا کرتی ہے۔ حسین طباعت کی داد دینی چاہیے۔

سچی باتیں (حصہ اول) | از: انوار الحسن صاحب ایم۔ اے۔ ناشر المکتبۃ العلمیہ، ۱۵ لیک روڈ، لاہور۔ قیمت ۹ر

یہ کتاب بھی بچوں کے لیے خاص ہے۔ بہت سادہ زبان اور بہت شستہ انداز بیان میں لکھی گئی ہے۔ دین کی بنیادی حقیقتیں، مثلاً خدا کا تصور، اس کی صفات کا تصور، اس کے مقابلے میں انسان کی بندگی کا تصور، رسالت کی ضرورت، آخری نبی صلعم کی دعوت، کلمۂ طیبہ، اور مسلم ہونے کے مفہوم وغیرہ چیزیں اس میں پیش کی گئی ہیں۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ معلوماتی مواد بالکل صحیح نوعیت کا ہے اور بچوں کی ذہنی سطح کے بالکل مطابق مرتب کیا گیا ہے۔ لیکن بچوں کی نفسیات کے تقاضوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کتاب بچوں سے ناصحانہ اور واعظانہ انداز میں گفتگو کرتی ہے۔ عملی دنیا میں بھی بچوں کے ساتھ یہ زیادتی بالعموم کی جاتی ہے کہ ان کو وعظ بہت سنائے جاتے ہیں۔ ماں، باپ، بزرگانِ خاندان، استاد، محلے کے بڑے بوڑھے چونکہ اللہ کی اس کمزور ترین مخلوق کو آسانی سے اپنے ہر خطاب کے لیے "سامعین" بنا سکتے ہیں، لہٰذا وعظ گوئی کی خوب خوب مشق ان پر ہوتی ہے۔ یہی اسلوب اٹھ کے تحریر میں بھی اختیار کر لیا جاتا ہے۔ حالانکہ بالغ انسان بھی ... بالغ انسانوں سے بڑھ کر بچے وعظ کو ایک بارِ گراں سمجھتے ہیں۔ یہ اسلوب کتابوں کی دلچسپی کو بہت ہی گھٹا دیتا ہے۔ چاہیے یہ کہ ان کے سامنے اکثر باتیں کہانی کی صورت میں لائی جائیں۔ کبھی موجودات کی زبان سے کچھ کہلوا دیا جائے، کبھی مکالمے کے رنگ میں کچھ امور واضح کر دیئے جائیں، اور کوشش کی جائے کہ بچے کی اپنی سوجھ بوجھ جاگے اور وہ خود ایک شئے معلوم سے دوسری شئے نامعلوم تک پہنچنے کے لیے حرکت کر سکے ـــــ کتابت، طباعت اور کاغذ کے لحاظ سے یہ کتابچہ بھی بہت اچھا معیار سامنے لاتا ہے۔

القرآن | مرتب: جناب فرخ احمد صاحب۔ مقامِ اشاعت: امین پور بازار لائل پور۔ چندہ سالانہ ۵ روپے۔ فی پرچہ ۸ آنے۔

یہ رسالہ عام لوگوں کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کرانے کا مقصد رکھتا ہے۔ ابھی کوئی تفصیلی رائے عرض کرنا مشکل ہے۔ سرورق کو دیکھ کر جو توقع ہوتی ہے اس پر اندرونی اوراق کا طباعتی معیار پورا نہیں اترتا۔

فردوس کی راہ | مرتبہ: منور سلطانہ روحی۔ ناشر: ادارۂ خواتین لاہور۔ قیمت ۲ روپے ۱۲ آنے۔ طباعتی معیار بہت اچھا۔

اس سے پہلے "فردوس کی راہ" کے نام سے خواتین کے مطالعہ کے لیے ایک مجموعۂ مضامین ....
برسرِ عام آچکا ہے اور اس حلقے کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ اسی نقشے پر یہ دوسرا مجموعہ سامنے آیا ہے جو "ادارۂ خواتین" کی پیش کش ہے۔ اکتالیس مضامین ہیں جن میں سے بیشتر خواتین ہی کے نتائج کاوش ہیں۔ مردوں کی لکھی ہوئی دو ایک ہی چیزیں ان میں ہیں۔ کتاب ایک دلچسپ رنگا رنگی کو پیش کرتی ہے مضامین کا اسٹائل ادبی اور افسانوی ہے، لیکن معنوی لحاظ سے ان کا فکری جوہر ٹھیک اسلامی ہے جو آج پاکستان کی مسلم خواتین کی اولین ضرورت ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ کتاب اپنے حصۂ اول کی طرح اپنی جگہ خود پیدا کرے گی۔ اور خود "ادارۂ خواتین" کے تعارف کا حلقہ وسیع ہوگا۔

دعوت الفطرت | از جناب محمد عطاء اللہ سلفی دار العربیہ، بنگلور۔ قیمت درج نہیں۔

صاحبِ کتاب ایک دردمند دل رکھتے ہیں، یہ بھی واضح ہے کہ اعتصام بالکتاب والسنۃ آپ کا مسلک ہے، صحیح عقائد کی آبیاری چاہتے ہیں، فتنہ جو نہیں، مناظرہ پسند نہیں، اس لیے ان کی باتیں ہر حال میں اس قابل ہیں کہ ان کو توجہ سے پڑھا جائے اور جتنا ممکن ہو استفادہ کیا جائے۔ کتاب کا طباعتی معیار بلحاظ اوسط بہت اچھا ہے۔

منتخب نظمیں | مرتبہ: کوثر نیازی۔ شائع کردہ: مکتبۂ چراغِ راہ کراچی۔ قیمت ۸؍

آج سے چند برس پہلے ہمارے ملک میں شعر و ادب کی دنیا کے دروازے اسلامی فکر کے لیے بند تھے۔ لیکن یہ فکر معاً بیدار ہوئی اور اس نے زندگی کے ہر گوشے میں اپنے حقوق طلب کیے۔ چنانچہ آج ہماری شاعری نے

اسلامی قدروں کے لیے اپنا سینہ کھول دیا ہے۔ شاعری کے بنے بنائے راستوں پر اندھا ایمان لانے سے ابا کرنے والے جن شعراء نے اپنی کاوشوں سے اسلامی نظریۂ حیات کے چراغ شعری جمال کے فانوسوں میں سجا کے رکھے ہیں ان کے کلام کا مختصر سا انتخاب خود انہی کی پسند کے مطابق مرتب نے یکجا کر دیا ہے۔ اس بزم سخن کی رونق میں جہاں ماہر القادری اور ملک نصر اللہ خاں عزیز جیسے استادانِ فن نے حصہ لیا ہے، وہاں نوجوانوں کی صف میں ایک طرف عاصی کرنالی، قابل اجمیری، ضیاء محمد ضیا، اعظم ادیب، کوثر نیازی اور عاصی ضیائی اپنے لیے نمایاں جگہ پیدا کرتے دکھائی دیتے ہیں، دوسری طرف شمیم جاوید، مسعود جاوید، آباد شاہ پوری، ارشد کاظمی اور طالب مجازی سامنے آتے ہیں۔ جن کی نگارشات کو دیکھ کر اُن سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ خود تبصرہ نگار کا حصہ بھی اس میں شامل ہے۔ یہ انتخاب اگرچہ معروف معنوں میں معیاری انتخاب نہیں لیکن واقعیت کا ترجمان اور نمائندہ ہونے کے لحاظ سے بہت کامیاب ہے۔ اس میں اونچے درجے کے فنی نمونے بھی شامل ہیں، متوسط منظومات بھی، اور ابتدائی درجے کے نتائجِ فکر بھی! کچی پکی کے نمونے بھی ہیں، جدت کے مظاہر بھی! آئیڈیالوجی کی ترجمانی بھی ہے، جذباتیت کا زور بھی!

بہ حیثیتِ مجموعی مقصدی حیثیت سے "منتخب نظمیں" ایک نفیرِ بغاوت ہے دورِ الحاد اور فاسد ماحول کے خلاف۔ اس میں آزادی سے وابستہ توقعات کے آبگینوں کی شکست کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے۔ اس میں موجودہ قیادت کے رویے کے خلاف ایک صدائے احتجاج موجزن ہے۔ اس میں معاشی و معاشرتی نظام کے کالے دھبے جا بجا نمایاں ہیں۔ اس میں زندگی کے لیے ایک واضح دعوتِ تغیر ہے اس میں مشکلات سے ٹکرانے کی اکساہٹ ہے۔ اس میں ایک زریں مستقبل کی نویدِ مسرت دی گئی ہے اس مجموعہ سے کسی نہ کسی حد تک یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شعر و ادب کے "اسلامی" ہونے سے مراد کیا ہے۔

یہ مجموعہ اس لحاظ سے بڑا مظلوم ہے کہ اسے متعدد مخالفانہ تنقیدی جائزوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ایک ادب نواز جریدے نے تو سارا حقِ تبصرہ جماعت اسلامی کو برا بھلا کہہ کر ادا کیا ہے۔ ایک ممتاز صحافی اس کے اندر سے غلطیاں پکڑنے میں مصروف ہیں۔ مانا کہ مقصدیت، فکر، فن، انتخاب اور ترتیب کے لحاظ سے اس میں کمزوریاں ہیں، لیکن وہ کسی غیر معمولی درجے کی نہیں ہیں کہ ایسے تبصروں کے لیے وجہِ جواز پیدا ہو سکے۔

سیاسی اختلافات، معاصرانہ تعصبات اور ذاتی کدورتوں کو تنقید کے میدان میں اپنے ساتھ لے جانے والے ناقد شعر و ادب کے ساتھ کبھی انصاف نہیں کر سکتے۔

معیار (تنقید نمبر) | مدیر: نجم الاسلام۔ مقام اشاعت: خندق اسٹریٹ، میرٹھ (انڈیا) قیمت تنقید نمبر عہ

ادبی تنقید کے میدان میں دنیا میں بہت وسیع لٹریچر موجود ہے اور اس میں ہر روز تازہ اضافے ہو رہے ہیں۔ تنقید کے نظریات خود ادب کے ارتقاء اور اس کے تغیرات کے ساتھ ساتھ نمودار ہوتے، پروان چڑھتے اور متغیر ہوتے ہیں۔ ہر نظریۂ ادب اپنے تنقیدی اصول بھی اپنے اندر سے ابھارتا ہے جو اس نظریے کے تحت تخلیق پانے والی نگارشات سے غذا حاصل کر کے بلوغ کو پہنچتے ہیں لیکن خود اس نظریہ کی نوک پلک تنقید بناتی ہے اور وہی نگارشات کو نظریے کے تقاضوں کے مطابق ارتقاء کے راستے پر ڈالتی ہے۔ پاکستان میں حلقۂ ادب اسلامی اور انڈیا میں تعمیر پسند ادب اور شعراء جس نظریے پر اپنی ادبی تخلیقات کو استوار کر رہے ہیں۔ اس کا معاملہ بالکل ایک نئے تجربے کا ہے، اور جہاں اس نظریہ کے اپنے خدوخال پوری طرح اجاگر ہو کر سامنے نہیں آتے، اس کے اصولِ تنقید نے بھی کوئی قطعی اور واضح شکل اختیار نہیں کی۔ اور تنقید کی روشنی جب دھندلی ہو تو مقصدیت کی طرف بڑھتا ہوا ادبی تخلیقات کا کارواں غنیمت کے خم و پیچ کو کسی اچھی رفتار سے طے نہیں کر سکتا۔ اس کمی کو عام طور پر محسوس کیا جا رہا ہے۔ "معیار" اس احساس کے لحاظ سے سب سے آگے آ گیا ہے، کیونکہ اس نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اپنے تنقید نمبر کے ذریعے ایک قابلِ قدر کام کیا ہے۔

"تنقید اور نقاد کی ذمہ داریاں" (عاصی ضیائی) "ادب کی نفسیاتی ماہیت" (ابن فرید) "ادب اور تنقید کا تعمیر پسند نظریہ" (نجم الاسلام) "تنقید جدید" (نثار احمد فاروقی) "ادب کے مثبت تصورات" (جمیل احمد فاروقی) "ادب میں افادیت کے لوازم" (معتز علی بیگ) "ادب اور اسلامی ادب" (مسعود جاوید) "ادب زندگی اور اسلام" (ابو الخطیب) "کچھ اسلامی ادب کے بارے میں" (انور صدیقی) ایسے مقالات ہیں جن میں تنقید کے نظریہ و اصول پر اسلامی نظریۂ ادب کے تحت مختلف پہلوؤں سے معلومات افزا بحثیں چھیڑی گئی ہیں ان کے علاوہ "ترقی پسند ادب کا جائزہ" (حمید اللہ صدیقی) "تعمیری ادب اور جنسیت" (ابن فرید) "شعر اقبال کا

فنی اسلوب" (عاصی ضیائی) "عہد جاہلیت کی عربی شاعری" (افتخار اعظمی) "شاعر کا قول و فعل" (امتیاز علی عرشی)۔ "ارسطو کی بوطیقا" (محمد عثمان رمز) اور "ہمارے اسلام پسند شعراء" (جمیل احمد فاروقی) اس نوعیت کے مضامین ہیں جن میں کہیں ناقدانہ انداز سے اور کہیں تعارف کے رنگ میں ادبی جائزے پیش کیے گئے ہیں۔

افسوس ہے کہ ہم جگہ کی قلت کی وجہ سے مقالات پر تنقیدی بحث نہیں کر سکتے، بس اسلامی اور تعمیری ادب سے دلچسپی رکھنے والوں سے بھی اس کو جاننے کی خواہش رکھنے والوں سے بھی اور اس کی مخالفت کرنے والوں سے بھی اس نمبر کے مطالعہ کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ خود اسے پڑھیں اور رائے قائم کریں۔

اسلام کا فلسفۂ تاریخ | از جناب پروفیسر عبدالحمید صدیقی، ایم اے۔ شائع کردہ: مکتبۂ چراغ راہ، لاہور، قیمت مجلد خوشنما گردپوش ۱۲ؔ/

کتاب کے نوجوان اور ذہین مؤلف اپنی تحریروں کے ذریعے بعض دوسرے حلقوں کے ساتھ ساتھ ترجمان القرآن کے قارئین میں متعارف ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کا مواد ترجمان القرآن میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ فلسفۂ تاریخ اس دور کا ایک اہم موضوع ہے جس میں انسانی معاشروں کے بناؤ اور بگاڑ، تمدنوں کی اٹھان اور ان کی تباہی کے قوانین و اسباب سے بحث کی جاتی ہے۔ آج کوئی نظامِ فکر اپنی مستقل حیثیت منوا نہیں سکتا تاوقتیکہ وہ تاریخ و تمدن کے بارے میں اپنا کوئی امتیازی نظریہ نہ دے سکے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے اگر کوئی فلسفۂ تاریخ مرتب شکل میں انسانیت کے سامنے آیا ہے تو اس کا ذریعہ قرآن ہے۔ اب جو اسلام نے بہ حیثیت ایک تحریک و نظام کے کروٹ لی ہے تو اس کے فلسفۂ تاریخ کی توضیح ناگزیر ہو گئی ہے علامہ اقبالؒ اور مولانا مودودی جیسے مفکرین نے جو ابتدائی کام اس سلسلے میں کر دیا تھا، پروفیسر صاحب نے اس سے رہنمائی لے کر اپنی بحث مرتب کی ہے۔ پہلے مروجہ مغربی نظریات پر تبصرہ کیا ہے اور خاصے وسیع مطالعہ کے ساتھ کیا ہے، اس کے بعد مثبت طور پر اسلامی نظریہ کا تعارف کرایا ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ جہاں تک مثبت بحث کا تعلق ہے پروفیسر صاحب ہمیں فکر و تحقیق کی اس منزل سے بہت زیادہ آگے نہیں لے جا سکے۔ جہاں تک اُن سے پہلے کام ہو چکا تھا۔ اس حصے میں بیشتر صفحات ضمنی موضوعات نے لے لیے ہیں۔ اصل بحث بہت مجمل ہے اور ایک جامع فلسفہ کی طرح بات کو مرتب و مجتمع نہیں کیا جا سکا۔ دوسرے

لفظوں میں یہ کام جس مفکرانہ کاوش کو چاہتا تھا اس کے بجائے حاصلِ مطالعہ کو محض حُسنِ بیان کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ ایک نئے نظریہ و فلسفہ کو جمے ہوئے نظریات کے مقابلے میں لانے کے لیے اس سے کچھ زیادہ کی ضرورت تھی۔ تاہم پروفیسر صاحب نے اردو زبان کو ایک نئی ٹھوس چیز بہم پہنچائی ہے اور کام کرنے کا راستہ ضرور کھول دیا ہے۔ غالباً بڑے بڑے کام ہونے بھی اسی تدریج سے ہیں۔ ہم یہ رائے دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ علمی حلقوں میں پڑھے جانے کی چیز ہے۔ حسنِ طباعت کے معاملے میں ناشر کا قائم کردہ معیار لائق تحسین ہے۔

فقہ الحدیث | مرتبہ: مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دار العلوم دیوبند۔ شائع کردہ: نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی۔ قیمت مجلد مع گرد پوش عہ/

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے ایسی منتخب صحیح اور مرفوع احادیث سادہ بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ جمع کر دی ہیں جن سے فقہی احکام ماخوذ ہیں اور جو ہر مسلمان کو زندگی کے مختلف معاملات میں عملی رہنمائی دے سکتی ہیں۔ چھوٹے پیمانے کا یہ کام اس لحاظ سے بڑا قابلِ قدر ہے کہ اس سے عام مسلمانوں کا ذہنی رابطہ براہِ راست سنت واحادیثِ رسول سے جڑ تا ہے۔

| برادارت: ایم۔ الیف۔ آر فریدی، رام پور۔ چندہ نامعلوم۔

ہندوستان میں اسلامی فکر و تحریک کے احیاء کے لیے مسلمانوں میں جو رجحانات برسرِ عمل ہیں اُن کا ایک اظہار "اسلامک ریسرچ سرکل" کے ادارے کی صورت میں ہو رہا ہے۔ یہ ادارہ چند ذہین نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔ یہ نوجوان اسلامی فکر و نظر کے ساتھ علومِ جدیدہ کا ناقدانہ مطالعہ کر رہے ہیں اور فلسفہ، مدنیات، سیاسیات، معاشیات، و مالیات اور اخلاقیات وغیرہ کے میدانوں میں حکمتِ اسلامی کو نیازی اہمیت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ و تفکر کی ترجمانی کا ذریعہ پیشِ نظر انگریزی جریدہ ہے۔ پہلے یہ جریدہ سائیکلو اسٹائل ہو کر نکلتا تھا۔ اب مطبوعہ صورت میں آنے لگا ہے۔ اس کے نئے دور کے جو شمارے ہم نے دیکھے ہیں وہ بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ ہندوستان کے حالات میں ایسا قابلِ قدر کام کرنے والے نوجوان اس بات کے مستحق ہیں کہ اسلامی ذہن کے ساتھ علمی دلچسپیاں رکھنے والے حضرات ان کی ہمتیں بڑھائیں۔ ہمارے

پاکستانی کالجوں کے نوجوانوں کو بھی اس قسم کے کاموں سے سبق لینا چاہیے کہ کرکٹ اور سینما کے شغف سے اوپر بھی کرنے کے کوئی کام ہیں۔

ماہنامہ مشیر — روحِ انتخاب نمبر | مرتبہ: مرزا عبدالغفور بیگ۔ مقامِ اشاعت بندر روڈ کراچی ۱۔ قیمت خاص نمبر ایک روپیہ۔

جنوری، فروری ۱۹۵۵ء کی یہ اشاعت شعر و ادب کی ایسی ہفت سالہ تخلیقات کے نچوڑ پر مشتمل ہے جن کی اساس اسلامی رجحانات پر ہے۔ اس گلدستہ میں اچھی دلچسپ چیزیں موجود سہی، لیکن یہ اگر سات سال کے اسلامی ادب کا ایک آئینہ ہے تو اس آئینہ کا انعکاس دیکھنے والوں کو مایوس اور بددل کرنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں دے سکتا۔ جس گلستان کی یہ بہار ہو، اس کے دوسرے موسموں کے بارے میں کیا اندازہ قائم کیا جائے گا۔ انتخاب کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ غیر متوازن تناسب کے ساتھ سیاسی اور صحافی انداز کی وقتی اثر رکھنے والی چیزیں ڈھیر کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ ایسے مجموعوں میں پائدار ادبیات کو لینا چاہیے تھا۔

ماہنامہ ہمایوں | بہ ادارت: میاں بشیر احمد سابق سفیر پاکستان برائے ترکیہ۔ مقامِ اشاعت ۳۲۔ لارنس روڈ لاہور۔ چندہ سالانہ ساڑھے سات روپیہ۔ فی پرچہ ۱۰ر

یہ مشہور جریدہ اردو ادب کا دیرینہ خادم ہے جو اپنی بعض خاص روایات کو برسوں سے نبھاتا چلا آرہا ہے۔ اس سفینۂ برگِ گل کو اگرچہ نئے پانیوں میں ڈالنے کے کچھ تجربے کیے گئے ہیں لیکن اس کے مؤسس و مدیر کے ذہن و کردار میں مسلمانی اور مشرقیت کا جو کچھ اثر موجود ہے اُس نے اسے غالیانہ ترقی پسندی اور "جدت بازی" کے بھنوروں میں بالکل بے لنگر کا جہاز کبھی نہیں بننے دیا لیکن نظریات کی اس کشمکش کے دور میں کسی خاص جوہرِ فکر و مقصد کو ساتھ لیے بغیر زبان و ادب کی محض غیر جانب دارانہ خدمت کا کوئی چلن نہیں رہا اس لیے یہ جریدہ ایک حالتِ ابتلا میں آپڑا۔ اب اس نے ایک نئی خوشگوار کروٹ لی ہے کہ ۱۹۵۵ء کے آغاز کے ساتھ قوم کی اخلاقی تعمیر کو اس نے اپنا نصب العین بنا لیا ہے۔ یہ تو ابھی واضح نہیں کہ اخلاقی تعمیر کا مرکزی نظریہ کیا ہے اور اس مہم میں ادبی افکار کو کس اصول و نظریے کے ذریعے جانچا اور مربوط رکھا جائے گا، مگر دورِ نو کی دو تین اشاعتوں کا تازہ رنگ خاصا پسندیدہ ہے اور آہستہ آہستہ نکھر رہا ہے۔ ہمایوں جس وسیع المشربی کے مسلک پر کاربند ہے

یہ بات اس کی نقیض معلوم ہوئی کہ منکرینِ حدیث کے افکار غیر معمولی تناسب سے پیش کیے جانے لگے ہیں۔ یہ لوگ اجتماعی زندگی کی ایمانی بنیادوں کے خلاف منفی جنگ لڑ رہے ہیں، ہم ادارۂ ہمایوں سے درخواست کریں گے کہ ان کی تحریروں ہی سے خود ان کی اخلاقی سطح کا اندازہ فرما کر یہ سوچیے کہ ان کے افکار سے کونسی اخلاقی تعمیر ہو جائے گی۔ یہ خیر خواہانہ اختلافی اشارہ اپنی جگہ، لیکن یوں ہمایوں کے دَورِ نو کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں اور اخلاقیت کو مشن بنانے والے اہلِ قلم کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس جریدہ کو اپنا تعاون پیش کرنے میں بخل نہ کریں۔

ہفت روزہ ایشیا | بہ ادارت: ملک نصر اللہ خاں عزیز۔ مقامِ اشاعت: دگو المنڈی، لاہور۔ قیمت فی پرچہ

یہ "کوثر" مرحوم کا نعم البدل یا خلف الرشید ہے۔ حسنِ ترتیب اور ثقاہتِ معیار کے لیے ملک عزیز کا نام سب سے بڑی ضمانت ہے۔ مگر ملک عزیز نے کوثر کے مقابلے میں جو نئی شان "ایشیا" میں پیدا کر دی ہے اسے دیکھ کر تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ملک صاحب جوں جوں بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں ان کا قلم جوان ہو رہا ہے۔ مستقل عنوانات کے تحت جو مواد اب دیا جا رہا ہے اور جس تنوع کے ساتھ اسے مرتب کیا جا رہا ہے اس کے پیشِ نظر ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ لاہور کے دوسرے تمام ہفت روزہ جرائد کو ایشیا نے سوائے ایک گپ بازی اور سینمائی اشتہارات اور حکام کی بیگمات کی تصویروں کے ہر لحاظ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ البیرونی کا روزنامچہ تو ادبیت و مقصدیت کے لحاظ سے ایک تاریخی چیز ہو گیا ہے۔ سنجیدہ ذوق رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ مصوّر ایشیا کے چند پرچے دیکھ کر خود رائے قائم کریں۔

تعمیرِ ادب | مؤلفہ: عبدالغنی اصغر و عبدالواحد رحیمی صاحبان۔ شائع کردہ مکتبۂ تعمیرِ ادب ۔ ۳۸ دل محمد روڈ۔ لاہور قیمت ۳ آنے۔

یہ تصویر دار ابتدائی قاعدہ ہے جسے مؤلفین نے اپنے تعلیمی تجربات کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ مواد اور الفاظ کے انتخاب، اسباق کی ترکیب اور ہجا کی تفہیم میں جدید تعلیمی نظریات کی روشنی میں بچوں کی نفسیات کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ قاعدہ طریقۂ بین وگو اور طریق الصوت کے امتزاج پر مبنی ہے۔